اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جہات

مثل مشہور ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" پاکستان میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب اسلامی قانون، اسلامی اصول معاشرت و معیشت اور اسلامی نظام کا نام لیتے ہوئے لوگ شرماتے تھے سیاسی نظام کے لیے مغربی جمہوریت، معاشی نظام کے لیے سوشلزم اور دینی معاملات کے لیے اسلام کی تثلیث تیار کی گئی تھی۔ سفر جاری تھا لیکن منزل متعین نہ تھی۔ اور عوام کے اذہان میں یہ بات راسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ اسلام عہد حاضر کے ترقی یافتہ معاشرے کے مسائل کو حل کرنے سے قاصر ہے اس لئے موجودہ تیز رفتار دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام میں پیوندکاری کی جائے اور سیاست مغرب سے، اقتصاد روس سے، ٹیکنالوجی امریکہ سے، اور ادب و آرٹ فرانس سے حاصل کیا جائے یہ درحقیقت یا تو مظاہرہ تھا ذہنی دیوالیہ پن کا یا پھر کھلی ہوئی منافقت تھی۔ اس کے نتائج کیا ہوتے اور یہ نظریاتی بحران و تذبذب ملک و قوم کو کس قسم کی تباہی سے دوچار کرتے اس کے تصور ہی سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ چونکہ اس ملک کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا خون شامل ہے اور اس کے ذرے ذرے پر ان کے مقدس لہو کی مہر لگی ہوئی ہے اس لئے شاید اس کی تباہ حالی پر اللہ تعالیٰ کو ترس آگیا جس کے نتیجے میں موجودہ حکومت جنرل محمد ضیاء الحق کی سربراہی میں برسر اقتدار آئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حالیہ ریفرنڈم سے قبل جنرل صاحب کی حیثیت ملک کے منتخب نمائندے کی نہیں تھی۔ بلکہ وہ ایک فوجی انقلاب کے نتیجے میں برسر اقتدار آئے تھے تاہم چونکہ سپریم کورٹ نے انہیں اختیارات تفویض کئے تھے اور وہ ایک خداترس عاشق رسول، متقی، دیندار اور دین اسلام و پاکستان سے والہانہ محبت رکھنے والے انسان ہیں اس لیے انہوں نے طوفان بلا میں گھری ہوئی

ملک وقوم کی کشتی کو ساحل مراد سے آشنا کرنے کا عزم کیا اور اس سلسلے میں اقدامات شروع کئے۔

اگر موجودہ حکومت کے ساڑھے سات سال کے اقدامات کا جائزہ لیا جائے تو دو چیزیں خاص طور پر نظر آئیں گی۔

۱۔ اسلامی نظام کو ملک میں جاری وساری کرنے کی کوشش

۲۔ حب الوطنی کے جذبات کو فروغ دینے کے سلسلے میں مخلصانہ مساعی

ان اقدامات کا نتیجہ کیا ہوا آج ہر ذی ہوش آدمی اس کا (اگر اس کی آنکھوں پر ضد، ہٹ دھرمی مفاد پرستی اور عناد کی پٹی نہیں بندھی ہوئی ہے) اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں سب سے بڑی چیز جو حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ ملک کا قبلہ درست ہوا۔ منزل متعین ہوئی، اور ہمارا قومی وملی شعور بیدار ہوا اس میں کوئی شک نہیں کہ نفاذ شریعت کا یہ عمل سست ہے تاہم امید کی جارہی ہے کہ انشاء اللہ العزیز مجلس شوریٰ کے انتخابات کے بعد رفتار تیز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ ملک کے عوام اس کار خیر میں دل وجان سے تعاون کریں۔

جب تک ملک میں نفاذ شریعت کا چرچا نہ تھا ملکی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی طرف توجہ بھی نہ تھی لیکن جب سے موجودہ حکومت نے اس سمت میں پیش رفت شروع کی ہے۔ نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور بعض حلقوں کی طرف سے پیدا بھی کئے جا رہے ہیں۔ بحمداللہ ملک کے دینی حلقے اس سے پریشان نہیں ہیں کیونکہ جب آج کے ترقی یافتہ دور میں شریعت اسلامیہ بالکلیہ نافذ ہونے جارہی ہے تو اس طرح کے مسائل کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اور آراء کا اختلاف بھی ہوگا۔ یہ تو بڑی خوش آئند بات ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ ان مسائل اور ان کے حل پر غور کرنا چاہتا ہے مثلاً بینکنگ کے غیر سودی نظام کا مسئلہ۔ قانون شہادت۔ قاضی کورٹس۔ قصاص ودیت۔ اسلامی نظام تعلیم۔ اصلاح معاشرہ۔ اسلام کے معاشی نظام کا مسئلہ اور اس طرح کے دیگر مسائل ان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارا کیسۂ فکر خالی ہے نہ بحمداللہ ہمارا رابطہ سلف صالحین سے منقطع ہو چکا ہے ہمارے ایک ہاتھ میں قرآن کریم ہے جو آنے والی امت اسلامیہ کی ہدایت ورہبری کا ضامن ومتکفل ہے۔ ہمارے دوسرے ہاتھ میں ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت سنیّہ کا وہ عظیم، جامع و وسیع ذخیرہ ہے جس کی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ ہمارے خزانہ فکر میں خلفائے راشدین، محدثین کرام فقہائے امت اور حضرات صوفیہ رحمہم اللہ اجمعین کا علمی عملی اور فکری سرمایہ ہے۔ ہم تہی دست ہیں نہ بے مایہ وکم مایہ اور نہ ہم موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی خیرہ کن ترقیوں سے مرعوب ہیں۔ ان سب کے ساتھ امت کے راسخون فی العلم علماء کے ہاتھ میں اجتہاد کا ایک ایسا ناخن تدبیر ہے۔ جس سے ہر دور کی مشکلات کی عقدہ کشائی کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ہم اللہ کے فضل و کرم سے ان مشکلات و مسائل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غور و فکر کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں۔

البتہ ہمیں ان بیرونی واندرونی عناصر سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو نیئے نئے مسائل کھڑے کر کے نفاذِ شریعت کے عمل میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ عناصر بیرون ملک کی اسلام دشمن طاقتوں کے ایجنٹ ہیں اور اپنے بیرونی آقاؤں کی شہ پر پاکستان میں اسلام کی راہ روکنا چاہتے ہیں۔ ان کے متعدد روپ ہیں اور قسم قسم کے چولے لیکن صورت حال یہ ہے کہ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اسلام اس ملک کا مقدر اور اس کی بقا کی اساس ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اب اس ملک میں اسلام کے نفاذ کو نہیں روک سکے گی۔ آپ دیکھ لیں گے کہ موانع اور مشکلات کے جو پہاڑ کھڑے کئے جا رہے ہیں ملت کے عزم صمیم کے مقابلے میں ہباءً منثورا ہو جائیں گے۔ اور پاکستانی ملت اپنی منزل پا کر رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

آج کل مسائل میں ایک مسئلہ کافی زور و شور کے ساتھ زیر بحث ہے اور وہ مسئلہ "اسلام میں حیثیت نسواں" کا ہے یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام نے جو عزت و مرتبہ صنف نازک یعنی خواتین کو دیا ہے دنیا کے کسی مذہب، کسی نظام اور کسی تہذیب نے نہیں دیا۔ تاریخ کے ہر دور میں عورت مظلوم رہی ہے۔ روم۔ یونان۔ مصر۔ عراق۔ عرب۔ چین اور ہندوستان کسی

جگہ کی بھی آپ تاریخ وتہذیب کا مطالعہ کرڈالیں عورت کے ساتھ ہر جگہ اور ہر دور میں حیوانوں کا سا برتاؤ کیا جاتا رہا ہے۔ اس کا ہمیشہ استحصال کیا گیا۔ اسے گناہ کا دروازہ، سانپ سے زیادہ زہرناک مجسم پاپ۔ معاصی کا سرچشمہ۔ باعث ننگ ورسوائی اور کیا کچھ نہیں سمجھا جاتا رہا۔ یہ اسلام تھا جس نے عورت کو خاک کی پستی سے اٹھا کر اوج ثریا پر پہنچایا۔ اس نے حقوق وفرائض کا تعین کیا اور حقوق کے معاملے میں عورت و مرد دونوں میں مساوات قائم کی پھر دونوں کی صلاحیتوں کے مطابق فرائض کا تعین کیا۔ چنانچہ اس عورت کے بارے میں جسے حقیر ترین مخلوق تصور کیا جاتا تھا قرآن نے کہا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (النساء: ۱)

لوگو! اپنے اس رب سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں

منبع تخلیق کی وحدت سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ان دونوں میں سے کوئی پست ہے نہ بلند بلکہ اس اعتبار سے دونوں مساوی ہیں۔ پھر ایک مقام پر ارشاد ہوا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (البقرہ: ۱۸۷)

وہ تمہارے لیے پوشاک ہیں اور تم ان کے لیے بمنزلہ پوشاک کے ہو۔

مطلب یہ کہ تم اس کے آقا اور وہ تمہاری باندی نہیں کہ تم جس طرح کا چاہو اس سے برتاؤ کرو بلکہ وہ تمہاری ساتر ہے اور تم اس کے ساتر ہو۔

مرتبہ کے تعین کے بعد ارشاد فرمایا۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ (البقرہ: ۲۲۸)

عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح حق ہے جس طرح مردوں کا عورتوں پر۔ لہذا اگر وہ تمہارے حقوق ادا کریں تو تم پر بھی ان کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے۔

معاشرت اور برتاؤ میں تم کسی قسم کی بدسلوکی عورتوں کے ساتھ نہیں کرسکتے بلکہ حکم دیا گیا

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (النساء: ۱۹)

عورتوں کے ساتھ شرافت کا برتاؤ کرو اگر (کسی وجہ سے) وہ تمہیں نہ بھائیں (تو اس سے بد دل نہ ہو) بلکہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند نہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسی میں تمہارے لیے بہت سی بھلائیاں رکھ دی ہوں۔

ایک ایسی دنیا میں جہاں عورت مرد کی میت کے ساتھ جل مرنے پر مجبور تھی اور باپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دیتا تھا غور فرمائیں کہ یہ کتنا حیات آفریں اور پر وقار اعلان ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب: ۳۵)

بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی عورتیں کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

اس اعلان نے حقوق اور مقام کے اعتبار سے مرد اور عورت کو مساوی درجہ دیا ہے۔

قرآن نے عمل و کسب میں بھی عورت اور مرد کو مساوی درجہ دیا۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ۔ (النساء: ۳۲)

مردوں کو ان کے عمل و کسب کا حصہ ملے گا اور عورتوں کو ان کے عمل و کسب کا حصہ ملے گا۔

حقوق میں اس مساوات کے باوجود صنفی خصائص اور ذاتی صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے دونوں کے فرائض کا تعین فرمایا اور ان کے دائرہ کار مقرر فرمائے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے نظام تمدن کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک فرائض منزلی اور دوسرا فرائض تمدنی۔ اول الذکر کو عورت کی ذمے داری قرار دیا اور دوسرے کو مرد کی۔ حدیث کے الفاظ میں عورت ربتہ العائلہ ہے اور مرد کفیل حوائج۔ یعنی نوع انسانی کی حفاظت و تکثیر عورت کی ذمے داری قرار پائی اور انسانی ضروریات کا انتظام مرد کی۔ اس اصول کو پیش نظر رکھ کر اگر آپ دونوں کی جسمانی ساخت پر غور فرمائیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ عورت کو نرم و نازک، لطیف جذبات کا حامل بالفطرت منتظم مزاج پیدا کیا گیا ہے اس کے برخلاف مرد میں کرختگی، قوت، شجاعت اور دلیری ہے۔ فطرت کا اس سے مقصود یہ ہے کہ دونوں کے باہمی اشتراک و تعاون سے تمدن و معاشرت کا نظام قائم رہے اور کسی پر غیر ضروری بار نہ پڑے۔

یہ ہیں حدود اللہ۔ اور قرآن کا فیصلہ ہے:

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ۔ (الطلاق: ۱)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرتا ہے۔

یہ اس لیے کہ فطرت کے قوانین اٹل ہیں لہٰذا جو ان سے انحراف کرے گا اسے اس کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اگر یقین نہ آئے تو مغرب کے نظام تمدن کے اختلال کو دیکھ لیجیے انہوں نے مساوات مرد و زن کا غوغا بلند کیا اور عورت کو گھروں کی محفوظ و آرام دہ چہار دیواری سے کھینچ کر باہر لائے اور اسے کش مکش حیات کی بے رحم موجوں کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح بیچاری عورت پر دوہرا بار لاد دیا گیا ایک تو اس کے فطری وظائف حمل۔ وضع حمل۔ رضاعت تربیت اولاد امور خانہ کی تربیت و تنظیم اس پر مستزاد فکر معاش۔ اور مرد آزاد ہو گیا۔ کیا یہ عورتوں کو بے وقوف بنانا نہیں ہے؟ کیا گھر کا انتظام۔ بچوں کو جنم دینا انہیں دودھ پلانا۔ ان کی تعلیم و تربیت کرنا شوہر کے حقوق کی ادائیگی کل وقتی کام نہیں تھے کہ ان پر فکر معاش کا اضافہ بھی ضروری تصور کیا گیا؟ نتیجہ یہ ہے کہ عدالت میں

بیرسٹروکٹ فریق مخالف پر جرح کر رہی ہوتی ہے۔ اور اس کا شیر خوار بد نصیب بچہ اس کی توجہ و تربیت کا منتظر جھولے میں پڑا رہتا ہے۔ شیر خواری کے عہد کے بعد بچے CARE HOUSes میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں اور پھر اسکول و کالج میں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اولاد کے ساتھ والدین کو وہ عطوفت ہوتی ہے جو مطلوب فطرت ہے اور نہ اولاد کو والدین کے ساتھ وہ تعلق ہوتا ہے جو ہونا چاہیئے پھر بڑھاپے میں والدین بھی OLDMEN'SHOUSES میں چلے جاتے ہیں اور آخر وقت تک اپنی اولاد کو دیکھنے کی آرزو سینے میں دبائے انتہائی کرب و اضطراب کے عالم میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس طرز عمل کی وجہ سے مغرب میں GANGSTERS کا جو فتنہ بپا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

آج مغرب کا خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے۔ ان کے معاشرتی اور اخلاقی نظام کا جو حال ہو رہا ہے وہ آپ منہاج (حیثیت نسواں نمبر) کے تیسرے شمارے میں پڑھیں گے۔ اسی لیے علوم مادیہ کا افضل ترین عالم ژول سیلمان لکھتا ہے:

جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک عامل بسیط کا فرض انجام دیتی ہے مگر افسوس کہ وہ عورت نہیں رہتی۔

(مسلمان عورت۔ فرید وجدی ص ۶۰)

سطور بالا میں مختصراً عورت کے جن حقوق و فرائض کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ مطلق نہیں ہیں۔ ھنگامی حالات یا ناگزیر صورتوں میں شریعت عورتوں کو زندگی کی جدوجہد میں حصہ لینے کی اجازت بھی دیتی ہے۔ تاہم اس نے یہ شرط عائد کی ہے کہ شرعی حدود پامال نہ ہوں۔ مناسب ہوگا اگر اس موقع پر ہم مفکر پاکستان حکیم مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات بھی پیش کر دیں

ایک مرتبہ کہنے لگے کہ جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیمان ہوتی ہے۔ عورت پر قدرت نے اتنی اہم ذمہ داریاں عائد کر رکھی ہیں کہ اگر وہ ان سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے تو اسے کسی دوسرے کام کی فرصت ہی نہیں مل سکتی اگر اسے

اس کے اصلی فرائض سے ہٹا کے ایسے کاموں پر لگایا جائے جنہیں مرد انجام دے سکتا ہے تو یہ طریقِ کار یقیناً غلط ہو گا مثلاً عورت کو جس کا اصل کام آیندہ نسل کی تربیت ہے۔ ٹائپسٹ یا کلرک بنا دینا نہ صرف قانون فطرت کی خلاف ورزی ہے۔ بلکہ انسانی معاشرہ کو درہم وبرہم کرنے کی افسوسناک کوشش ہے۔

(روزگار فقیر ۔۔۔ سید وحیدالدین ص ۶۶)

فقیر سید وحیدالدین آگے چل کر "شمع خانہ یا شمع محفل" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر محمد اقبال اور سید امجد علی انگلستان میں مقیم تھے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب لندن کی مشہور دکان "سیلف ریجس" پر ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لیے گئے اور سیلز گرل سے جرابیں دکھانے کو کہا وہ لڑکی تیزی کے ساتھ سامان لینے کے لیے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو ڈاکٹر صاحب پر استغراق کی کیفیت طاری ہو چکی تھی وہ یہ تک بھول گئے کہ یہاں کیوں آئے ہیں، کہاں کھڑے ہیں اور لڑکی کو انہوں نے کیا آرڈر دیا تھا سیلز گرل جب یہ چیزیں لے کر ان کے سامنے پہنچی تو ڈاکٹر صاحب نے اس سے پوچھا "تم یہاں کس لیے کھڑی ہو؟" لڑکی یہ سن کر آبدیدہ ہو گئی۔ ڈاکٹر اقبال کی باتوں میں اسے غم خواری اور ہمدردی کی جھلک نظر آئی اور غمخوار اور ہمدرد کے سامنے ہر کوئی اپنا دکھ درد بیان کرنے کے لیے بیتاب رہتا ہے۔ لڑکی بولی۔ "میرے والدین کی آمدنی بہت ہی کم ہے اس آمدنی میں وہ میری کفالت نہیں کر سکتے اس لیے مجھے اپنی اور گھر کی کفالت کے لیے نوکری کرنا پڑتی ہے"۔ سید امجد علی نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا آپ نے اس لڑکی سے یہ سوال کیوں کیا؟ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا "اس خاتون کو تو کسی گھر کی روشنی بننا تھا" اولاد کی صحیح تربیت کا فرض انجام دینا تھا اس کی تخلیق کا مقصد بازار کی رونق بن کر جرابیں فروخت کرنا تو نہیں تھا۔

(حوالہ بالا ص ۱۴۷ / ۱۴۸)

علامہ اقبال کو تو "ابلہ مسجد" یا "ملائے مکتب" کا طعنہ بھی نہیں دیا جا سکتا اسے تو نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ عالم اسلام کا ایسا عظیم مفکر تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس نے مشرق ومغرب

دونوں کے میزانوں کو دیکھا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کے معاملے میں علامہ کی اس رائے کو لائق اعتنا تصور نہیں کیا جاتا۔

کچھ اس شمارے کے بارے میں

ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے کہ نفاذِ شریعت کے سلسلے میں مختلف موضوعات پر ملک میں مکالمہ شروع ہے۔ اس لیے ادارہ "منہاج" نے ضروری تصور کیا کہ "حیثیت نسواں" کے بارے میں ملک کے مقتدر اہل علم کی رائے لوگوں کے سامنے آجائے چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ اس موضوع کو تین شماروں پر پھیلا دیا جائے جن میں اس موضوع کے اکثر و بیشتر متعلقات کا احتواء ہو۔ زیر نظر شمارہ

میں اولاً ہم نے ایک مقالہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں عورتوں کی مختلف الجہات حیثیتوں کے تعین کی کوشش کی ہے۔ دوسرے عنوان الاحوال الشخصیہ میں مستند فقہی حوالوں سے ہم نے عورتوں سے متعلق تمام مسائل کو جمع کر دیا ہے۔ قتل خطا میں عورت کی دیت کا مسئلہ تو اجماعی ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت چند اختلافی آراء بھی سامنے آگئی ہیں اس لیے اس موضوع پر ایک مقالہ اور ایک طویل مذاکرہ بھی شامل اشاعت ہے تاکہ قارئین کرام کے سامنے دونوں نقطۂ نظر کے حاملین کی آراء اور ان کے دلائل آجائیں۔ اس شمارے کے آخر میں روس اور مغرب میں عورتوں کا جو حال زار ہے۔ اس کے بارے میں انہی کے ہاں کے اخبارات و رسائل کی اصل عبارات اور ان کی تلخیص و ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے۔

موضوع سے متعلق ہم نے تو اپنی استطاعت کے مطابق سعیٔ بلیغ کی ہے کہ تمام ضروری مواد آجائے تاہم اگر چند اہم چیزیں رہ گئی ہوں تو ادارہ اس کے لیے معذرت خواہ ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ پر خاطر خواہ بحث و تمحیص ہو اور پھر مکمل تنقیح کے بعد ارباب بست و کشاد کوئی رائے قائم کریں۔ مقصود صرف نفاذ شریعت کے عمل میں حسب استطاعت علمی تعاون ہے۔

واللہ عندہٗ حسن الجزاء۔

محمد حسن